REGD. No P. 61

رجسٹرڈ نمبر L ۷۴

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ فروری ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل ربوہ میں شائع شدہ ۱۵ فروری کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور بارہ روز نخلہ میں قیام فرمانے کے بعد کل ۱۴ فروری کو بذریعہ موٹر کار بخیریت ربوہ واپس تشریف لے آئے ہیں ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمد للہ

قادیان ۲۰ فروری ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی طبیعت بفضلہ معمول رہتی ہے ۔ گلا تاحال خراب چل رہا ہے ۔ صاحبزادی امۃ العلیم کو ٹائیفائڈ کا بخار پانچ روز رہ کر ٹوٹ گیا ہے ۔ کمزوری بے حد ہے ۔ احباب محترم صاحبزادہ صاحب اور عزیزہ صاحبزادی کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں ۔ باقی بچے اور محترمہ بیگم صاحبہ بفضلہ تعالیٰ اچھے ہیں ۔ الحمد للہ

قادیان ۲۰ فروری ۔ یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب کے سلسلہ میں مقامی طور پر آج صبح دس بجے مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب جلسہ منعقد ہوا جس میں اس عظیم الشان پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر مقررین نے پر مغز تقاریر کیں (مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں)

تحریک جدید ۔ ایک الٰہی تحریک

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم ۔ اے وکیل المال انجمن تحریک جدید قادیان

تحریک کا آغاز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو بشارات ملیں ان میں یہ امور شامل تھے ۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے مبارک وجود کو جماعت کی امارت عطا کرکے آپ سے اعلائے کلمۃ اللہ کا عظیم الشان کام لیگا اور اس طرح آپ دنیا کے کناروں تک شہرت پائیں گے ۔ ایک سرکردہ طبقہ کی شدید مخالفت کے باوجود آپ عین عنفوانِ شباب میں سریر آرائے خلافت جماعت احمدیہ ہوئے ۔ گو خزانہ قطعاً خالی تھا ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قدم پیہم برکات و الٰہام اور نصرتوں سے نوازا ۔ مخالفتیں ایک کے بعد دوسری سدِ سکندری کی طرح حائل ہوتی رہیں ۔ لیکن ملائکہ کی افواج آپ کی حامی و ناصر رہیں ۔ آپ کی کامرانیاں ایسی شان کی ہوئیں کہ ہر مرحلہ پر اغیار بھی آپ کے مظفر و منصور ہونے کا اعتراف کرتے رہے ۔ آج سے تقریباً تینتیس سال قبل ایک موقعہ ایسا آیا کہ حکومت وقت کی پشت پناہی سے احرار پارٹی نے بزعم خود احمدیت کا استیصال کرنا چاہا ۔ وہ وقت شدید طور پر نازک تھا ۔ نیز جماعت احمدیہ بھی نہایت کمزور تھی ۔ موقعہ آچکا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضور کے وجود باجود کے ذریعہ ترقی اسلام کے لئے ایک رفیع و مستحکم عمارت کی مستحکم بنیادیں تعمیر کروا دیتا ۔ چنانچہ اس قلیل عرصہ میں معمولی قربانیوں کے شاندار نتائج برآمد ہوئے ۔ اور اس تحریک جدید کے ذریعہ بیرونِ برصغیر میں جہاں روحانی طور پر ہر جہار طرف صرف ریگ زار ہی دکھائی دیتے تھے ۔ اب ہمیں لہلہاتے کھیت اور سبزہ زار اور مرغزار اور گلشن دکھائی دے رہے ہیں ۔ اور جو اقوام صدیوں سے اسلام کے استیصال کے درپے تھیں ان میں سے نیک طینت افراد کو اللہ تعالیٰ احمدیت کی طرف کھینچ لایا ہے جو دل و جان سے اس کے فدائی ہیں ۔ اور اپنے نفوس و اموال سے اس کی خدمت کو اور اس پر عمل پیرا ہونے کو اپنے لئے سعادتِ عظمیٰ یقین کرتے ہیں اور تہذیب نو کی پُر فریب فضاؤں میں ایسے وجودوں کا میسر آنا خالص فضل الٰہی ہے ۔ اس تحریک یعنی تحریک جدید کے آغاز کے وقت جماعت احمدیہ کا میزانیہ (بجٹ) تقریباً آٹھ لاکھ روپے کا تھا ۔ لیکن بفضل عمر فاؤنڈیشن اور وقف جدید کے چندوں کو شمار کرکے سال رواں میں سلسلہ احمدیہ کی آمد ایک کروڑ روپے سے کہیں زیادہ ہوگی ۔

تحریک کا مقصد

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ اس الٰہی تحریک کا منشاء یہ ہے کہ ”اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے“۔

”اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی . . . . پس یہ میری تحریک نہیں ۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے“۔

(الفضل ۲۷/۴/۴۴)

اس مستقل تحریک میں شمولیت کی اہمیت

تحریک جدید ایک مستقل تحریک ہے اور اس میں تمام افراد کی شمولیت نہایت ضروری ہے ۔ حضور نے اس بارے میں فرمایا ۔

”کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے کہ اس نے تحریک جدید میں حصہ لے لیا ہے ۔ بلکہ اسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہیئے جب تک کہ اس میں ساری کی ساری جماعتیں حصہ نہ لے لیں“ (الفضل ۱۵/۴/۴۴)

”آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے مامور پر کامل یقین رکھتے ہیں آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اسلام کے لئے آپ نے اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر رکھے ہیں اور آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان تمام قربانیوں کے بدلہ اللہ تعالیٰ سے آپ لوگوں نے جنت کا سودا کر لیا ہے . . . . تم نے جس شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ اقرار کیا ہے . . . . . وہ تم سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے ۔ اور تمہارے مال تم سے مانگتا ہے ۔ تمہارا فرض ہے کہ آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پورا کرو“

اہمیت رکھنے کے باوجود جو اس تحریک میں شامل نہیں ہوتا اس کے متعلق فرمایا :-

”وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا . . . . . . ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے وہ میری اس تحریک پر آگے آجائے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرے گا اس کا ایمان کھویا جائے گا“۔

(رپورٹ مجلس مشاورت صفحہ ۲۶ء)

ہفتہ تحریک کس طرح منایا جائے

تحریک جدید کے نئے سال میں گذشتہ سال کی نسبت تقریباً سوا سو لاکھ ہزار روپیہ زیادہ فراہم کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی ۔ تحریک جدید کے اعلیٰ ثمرات و برکات ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ رہے ہیں ۔ ہم پر واجب ہے کہ اس تحریک کے مالی پہلو کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کریں تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد بعثت ۔ کہ اسلام ادیان باطلہ پر غالب آجائے ۔ جلد از جلد تکمیل پذیر ہو ۔ اسی امر کے مدنظر ہفتہ تحریک جدید میں (جو یکم تا ۷ مارچ منایا جا رہا ہے) ذیل کے طریق اختیار فرمائے جانے ضروری ہیں ۔

۱ ۔ یکم مارچ کے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید . . . اس کی شمولیت کی اہمیت اور اس کی برکات پر روشنی ڈالی جائے ۔ . . . پہلے ہی اس مالی جہاد میں شامل ہیں تا اپنے وعدوں میں اضافہ فرمائیں ۔ اور جو احباب شامل نہیں وہ شمولیت اختیار (باقی . . .)

. . . پرنٹر و پبلشر . . . نے نیشنل آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۶۸ء

ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی

پیشگوئی دربارہ مصلح موعودؓ اور اس کی صداقت کا واضح ثبوت

(۲)

اسلام کی ٹھوس علمی خدمت کرنے کے سلسلہ میں مصلح موعود کا وجود کس طرح نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ بطور مثال اسی بات کو لے لیجئے کہ خدا تعالیٰ نے آپؓ کے ذریعہ مسئلہ خلافت کو پختہ کر دیا گو خلافت احمدیہ کی بنیاد حکیم الامت حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ رکھی گئی تھی۔ اس کی اصل شان اس وقت نکھری جب ایک فریق نے خلافت سے منہ موڑ لیا اور مقابل پر ایک "جماعت" بنالی پھر اس تکلیف دہ صورتِ حال نے از خود بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت خلیفۂ وقت ہی کے شاملِ حال تھی۔

آج مسلمانانِ عالم جب بھی اسلام کے عروج و زوال پر غور کرتے ہیں تو اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں ـــــ ......

...... یہ کہ جب تک مسلمان خلافت کے جھنڈے پر جمع رہے وہ ترقی کرتے رہے۔ جونہی خلافت کا سایہ ان کے سروں سے غائب ہوا وہ روز بروز قعرِ مذلت میں گرتے چلے گئے ـــــ اور اب جو کبھی کہیں سے خلافت کے احیاء کی آوازیں سننے میں آجاتی ہیں تو درحقیقت یہ اس ضرورتِ حقہ کی صدائے بازگشت ہے جسے دل تو محسوس کرتے ہیں مگر بعض قسم کے خارجی اثرات اور علماء کے غلط اندازِ فکر سے متاثر ہو کر عامۃ المسلمین اس کے اظہار کا الٹا رخ اختیار کر جاتے ہیں۔ یا یہ کہ جب بھی کوئی ایسی تحریک اٹھی اور لوگوں نے کسی دنیوی شخصیت کو اس منصب عالی پر از خود قائم کرنے کی کوشش کی تو ان کی کوئی کوشش بار آور نہ ہوئی۔ اس لئے کہ ان مساعی کے پیچھے خدا کی تائید نہ تھی۔

گویا مسلم عوام نے ایک طرف ملتِ اسلامیہ کے مرضِ تنزل کی صحیح تشخیص تو کر لی مگر ساتھ اس اہم نکتہ کو نظر انداز کر گئے کہ خلافت پر فائز کرنے کا کام ان کا نہ تھا بلکہ اس کو خدا نے خود اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ جیسا کہ سورۃ نور میں فرماتا ہے:۔

ـــــ "لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ"

کہ خدا خود خلیفہ بناتا ہے اور موجودہ زمانہ میں اس کی صورت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق منہاج نبوت پر خلافت کا قیام مقدر ہے۔

(معترضین) بعض احمدیوں نے یہ ظلم کیا کہ مسیح موعودؑ سے ان کا منصب نبوت ہی چھین لینے کی مذموم حرکت کی۔ تا وہ چیز جو اسلام کی روح رواں تھی جس کے ساتھ اسلام بمقابلہ دیگر مذاہب امتیازی شان رکھتا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ مگر خدا نے اس اولوالعزم مرد مجاہد مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر دیا۔ آپ نے پیغامیوں کے زعم غلط کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل مقامِ نبوت اور پھر خلافتِ حقہ احمدیہ کو کھول کھول کر پیش کیا۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ خلافت برحق ہے اور کہ اس کا مقدر وہی ہے جسے خدا نے وقت پر کھڑا کر دیا۔ اور اسے دین کی خدمت و اشاعت کا شاندار کام لیا!!

(۳) پھر اسلام کا شرف اسی بات پر تمام ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں میں مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا سلسلہ جاری و ساری رہنے کا امید افزا پیغام سنایا جیسے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حٰم سجدہ)

اب دیکھو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے اس نعمت سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے اپنے زمانہ کے ملحدین کے سامنے اپنے وجود کو بطور ثبوت پیش کیا۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی بارہا ایسے امور میں اپنے آپ کو بطور زندہ گواہ پیش کیا کہ مثلاً خدا اپنے جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور اس نے میرے ساتھ باتیں کیں۔ اسی طرح فرشتوں کے برحق ہونے کے بارہ میں صاحب حال ہونے کے لحاظ سے آپ نے اسی انداز کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا کہ خود مجھ پر بھی فرشتوں کا نزول ہوا اور میں اس کا صاحب تجربہ ہوں۔ وغیرہ وغیرہ

(۴) اسی طرح اسلام کی نمائندگی میں جس طرح حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام، سرمہ چشم آریہ، اسلامی اصول کی فلاسفی وغیرہ کتب تالیف فرمائیں۔ اسی نہج پر حضرت مصلح موعود نے بھی ایسے مضامین مختلف مواقع پر پڑھے جو اسلام کی برتری اور اس کے شرف کو ظاہر کرنے والے تھے مثلاً "ویمبلے کانفرنس میں حضورؓ کا مضمون پڑھا جانا جو بعد میں "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔ اسی طرح کمیونسٹوں کی طرف سے اسلام پر بالواسطہ طور پر کئے جا رہے وار کا محققانہ جواب "نظام نو" کے مضمون میں دیا اسی طرح کی اور بہت سی تصنیفات ہیں جن سے اسلام کا شرف معقول دنیا پر تا دیر ظاہر ہوتا رہے گا ـــــ!!

(۳)

اب ہم زیر نظر الہامی عبارت کے دوسرے حصہ کو لیتے ہیں یعنی "مصلح موعود کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہو"۔ سو اس سلسلہ میں بطور خلاصہ مندرجہ ذیل حقائق اس کا ناقابلِ تردید ثبوت بہم پہنچاتے ہیں:۔

(۱) وسیع تر و اثر ہے ہی کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پہ ذہنی صورت میں ظاہر ہونا ممکن ہے جب ایک خاص پروگرام اور منصوبہ کے ماتحت ایسا انتظام ہو جائے کہ دنیا کے زیادہ سے زیادہ لوگ کلام اللہ کا اپنی زبانوں میں مطالعہ کر سکیں تا وہ اس عظیم الشان کلام کی بزرگی کو پہچان لیں۔ سو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں جو عظیم القدر کام کیا ہے وہ بجائے خود بڑا اہم اور عظیم کارنامہ ہے

(۲) اس کے ساتھ خود حضور رضی اللہ عنہ نے عصر حاضر کے مطابق قرآن کریم کی ایسی عمدہ اور عام فہم تفسیر لکھی جس کے بلند پایہ ہونے کا اعتراف بڑے بڑے علمی طبقہ کے فضلاء نے کیا۔

(۳) حضورؓ نے اس بات کا کھلا چیلنج دے رکھا تھا کہ دنیا کا کوئی شخص بھی جو قرآنی تعلیم پر اعتراض کرے۔ میں اسے قرآن کریم ہی سے اس کا مسکت جواب دوں گا کسی کو اس چیلنج کے قبول کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ البتہ مختلف مواقع پر اس کا عملی اظہار جدوی رنگ میں ضرور ہوا جبکہ مختلف زبانوں میں پیش آمدہ بعض اہم سوالات حضور کے سامنے پیش ہوئے تو حضور نے قرآن کریم ہی کے حوالے سے ان کا ایسا تسلی بخش جواب دیا کہ دریافت کرنے والا باوجود غیر مسلم ہونے کے آپ کی خداداد ذہانت اور تفقہ فی الدین کا اعتراف کرتا ہے۔ مثلاً موجودہ زمانہ میں دنیا کے لئے غذا کے مسئلہ کا جو حل قرآن کریم نے پیش کیا۔ جب اس کا حل حضور نے پروفیسر کیڈر کو بتایا جو قادیان آئے تھے تو انہوں نے قرآن کریم کی عظمت کا کھلے بندوں اعتراف کیا ـــ!!

اسی طرح بہت سے اہم علمی مضامین پر حضور نے لیکچر دیئے جو بڑے ہی مقبول ہوئے یہ لیکچر بھی قرآن کریم ہی کی روشنی میں ہونے کے سبب نتیجۃً کلام اللہ کے مرتبہ کو ظاہر کرنے کا باعث ہوئے ـــ!!

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

قادیان میں عید کی قربانیاں

دوست جلد اطلاع دیں

از حضرت امیر صاحب مقامی قادیان

حسب سابق اس سال بھی عید الاضحیہ کے موقعہ پر بیرونجات کے احباب جماعت کی طرف سے قادیان میں قربانی کا جانور ذبح کر دینے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک تو آسانی کے ساتھ ان احباب کے ذمہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس قربانی کے گوشت سے قادیان کے مقیم احباب استفادہ کر سکتے ہیں۔

اس لئے اس اعلان کے ذریعہ دوستوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اپنے لئے قربانی کے جانور کی رقم جلد از جلد بھجوا دیں تا انتظام میں سہولت رہے اس وقت قادیان میں قربانی کے جانور کی قیمت پینسٹھ روپے ہے۔

(حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان)

اپنی اولادوں کی صحیح تربیت کرو۔ قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کی طرف توجہ دو اور ہر طرح کی بد رسوم سے بچو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا احمدی مستورات سے اہم خطاب :

ربوہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع میں جماعت احمدیہ کی مستورات کو خطاب کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی اس کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (خاکسار سلطان احمد پیر کوٹی رکن شعبہ زود نویسی)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مجھے چند دنوں سے بخار کی تکلیف ہے لیکن اس خیال سے کہ ایک طرف خدام و اطفال اور دوسری طرف لجنہ اماء اللہ کی بہنیں سفر کی صعوبتیں اور تکلیف اٹھا کر خدا کے نام پر یہاں جمع ہوئی ہیں مجھے بھی

بخار کے باوجود

یہاں حاضر ہو کر بعض باتیں اپنی بہنوں کو کہنی چاہئیں اور خدام و اطفال کے جلسہ میں چھوٹے بھائیوں اور بچوں کو کچھ کہنا چاہیئے۔ اطفال کے جلسہ میں تو میں ابھی تک نہیں جا سکا لیکن خدام الاحمدیہ کی افتتاحی تقریب کے وقت میں چلا گیا تھا۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

عورت اگر چاہے

تو اس طرح بھی اپنی زندگی کے دن گزار سکتی ہے کہ اس کے قدم ہر لحظہ اور ہر گھڑی جنت کی زمین پر رہیں اور اگر وہ یہ نہ چاہے تو ایسی بدقسمت عورت اپنی زندگی کے دن اس طرح بھی گزار سکتی ہے کہ اس کے قدم جہنم کی زمین کے اوپر ساری عمر رہیں۔ یہ بھی ایک معنے ہیں اس حدیث کے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ماؤں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ اسی سے یہ استدلال بھی ہوتا ہے کہ ماؤں کے پاؤں کے نیچے جہنم بھی ہے اس حدیث میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں ایک طرف تربیت اولاد کی طرف بڑے حسین پیرایہ میں ہمیں متوجہ کیا ہے وہاں دوسری طرف ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ اگر تم امن اور سکون کی زندگی حاصل کرنا چاہتی ہو۔ اگر تمہاری یہ خواہش ہے کہ

تمہاری اولاد تمہارے لئے خوشی کا موجب

بنے وہ تمہاری آنکھ کی ٹھنڈک ہو۔ وہ تمہارے دل کی راحت اور سکون ہو۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ تربیت یافتہ بھی ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تم ان احکام کی روشنی میں جو اسلام نے قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں ہمارے سامنے پیش کئے ہیں عمل کرو۔

لجنہ اماء اللہ کا قیام اسی غرض سے ہے کہ تا احمدی مستورات اور احمدی بہنیں اپنی زندگی منظم ہو کر اس طرح گزاریں کہ ان کے قدم ہمیشہ جنت کی زمین کو چھونے والے ہوں اور جہنم کی زمین اور جہنم کی آگ اور اس کی تپش اور اس کی تکالیف کا مجموعہ کا تک بھی ان تک نہ پہنچنے پائے۔

میں آج بوجہ اپنی بیماری اور ضعف کے زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا تاہم میں سمجھتا ہوں کہ مجھے بعض ضروری باتیں یہاں بیان کرنی چاہئیں۔

جہاں تک مالی قربانیوں کا تعلق ہے

احمدی بہنیں اس میں بہت تربیت یافتہ ہیں۔ ہو دراصل میدان میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت بلند اور ارفع مقام عطا کیا ہے خدا کرے کہ وہ نہ صرف ہمیشہ اس بلند مقام پر قائم رہیں بلکہ اس مقام کی رفعتوں میں ہمیشہ اضافہ ہوتا چلا جائے۔ کیونکہ مالی قربانیوں کے لحاظ سے ایک ذمہ داری ہم پر یہ بھی عائد ہوتی ہے کہ ہم اسلام کی ضرورتوں کی خاطر اور خدا کے نام کو بلند کرنے کے لئے مالی جہاد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اور اس سلسلہ میں مستورات کا

ایک بڑا نمایاں حصہ مساجد کیلئے چندہ ہے

اور مساجد وہ جگہ ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جاتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی صدا بلند ہوتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ جو تربیتی ذمہ داری احمدی بہنوں پر عائد ہوتی ہے اس کی طرف ابھی تک پوری توجہ نہیں دی گئی شاید اس کا سبب یہ ہی ہو کہ ان کو ہم نہ پہنچا پایا گیا ہو۔ یا شاید انہوں نے اس طرف توجہ دینا ضروری خیال نہ کیا ہو۔ لیکن ہمیں یہ غور کرنا چاہیئے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ بچے پر دس سال کی عمر میں نماز فرض ہو جاتی ہے۔ لیکن اس فرض کو

نماز کی عادت ڈالنے کے لئے

اگر اس سے بھی پہلے نہیں تو کم از کم سات سال کی عمر کو جب وہ پہنچے تو اس کو نماز کی طرف متوجہ کرتے رہنا چاہیئے۔ تا جب نماز فرض ہو تو وہ نماز کا عادی ہو چکا ہو اور نماز سے پیار کرنے لگ چکا ہو۔ اور نماز کی محبت اس کے دل میں گڑ چکی ہو۔ اور وہ ذہنی طور پر اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہو کہ جب تک ہم

اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز

نہیں ہوتے اور اس سے دعائیں نہیں مانگتے ہمیں اس دنیا میں بھی فلاح حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور اخروی زندگی میں بھی ہم اس کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اسلام نے صرف نماز کو ہی مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فرائض ہیں جن میں سے ایک حصہ مالی قربانیوں اور مالی جہاد کا ہے۔ اس لئے جس طرح نماز فرض ہونے سے پہلے بچے کو وہ نماز پڑھائی جاتی ہے کہ بچہ ابھی اس پر فرض نہیں ہوتی۔ سات سال کے بچے پر ظہر کی نماز۔ عصر کی نماز۔ مغرب عشاء اور فجر نمازیں فرض نہیں۔ جب ہم ان کو یہ نمازیں پڑھاتے ہیں تو وہ فرض نہیں پڑھ رہے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان نمازوں کو ابھی فرض ہی نہیں کیا۔ اسی طرح مالی میدان میں بھی بچوں کو اس کی عادت ڈالنی چاہیئے تا وہ ان قربانیوں میں جو خدا کی توحید کے قیام اور اشاعت اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں ڈالنے کے لئے دی جا رہی ہیں ان میں بچپن ہی میں طوعی اور نفلی طور پر حصہ لینے لگ جائیں۔

ہماری جماعت میں جماعتی نظام کے لحاظ سے

مالی قربانی بطور فرض اسوقت عائد ہوتی ہے

جب کوئی شخص کمانے لگ جاتا ہے یا بلوغت کے بعد جیب خرچ کی شکل میں اس کے پاس کوئی رقم ہوتی ہے۔ بعض خاندانوں میں یہ رواج ہے کہ وہ پڑھنے والے بچوں کو جیب خرچ کے طور پر کچھ رقم دیتے ہیں اگر وہ بچے ہوش سنبھال چکے ہوتے ہیں یا ذہنی بلوغت کو پہنچ چکے ہوتے ہیں تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مالی قربانی ایک فرض ہے اور اس فرض میں ہمیں بھی حصہ لینا چاہیئے یہ ہمارے ملک میں اور

اسلامی معاشرہ میں

عورت زیادہ تر کمانے والے میدان میں نہیں ہوتی۔ الا ما شاء اللہ۔ اب بعض ضرورتوں کے مطابق اور بعض غلط قسم کی نقلوں کی وجہ سے ہماری عورتیں بھی نوکری کی طرف ضرورت سے زیادہ متوجہ اور مائل ہو رہی ہیں۔ میں اس بات کے متعلق اس وقت کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ میں اس وقت صرف یہ بتا رہا ہوں کہ مرد یا عورت جب کمانے لگ جاتی ہے تو اس پر اپنی آمد کا سولہواں حصہ، اگر اس نے وصیت نہیں کی، یا کم از کم دسواں حصہ (اگر اس نے وصیت کی ہے) بطور چندہ دینا لازمی ہے جس طرح نماز اور دوسرے فرائض ہیں۔ اسی طرح ایک احمدی پر

مالی قربانی بھی بطور فرض کے عائد ہے

اس پر فرض ہے کہ اگر وہ موصی یا موصیہ نہیں تو اپنی آمد کا سولہواں اور اگر موصی یا موصیہ ہے تو اپنی آمد کا کم از کم دسواں اور زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جماعت کے بیت المال میں جمع کرائے۔ پھر نظام کے مطابق ایک مجلس شوریٰ کے موقعہ پر

جماعت کے نائندے خرچ کرنے کے متعلق کچھ مشغار شات کرتے ہیں۔ اور ان نمائندوں کے نیز عملوں کے مطابق وہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔ چونکہ اسلام کا یہ بنیادی حکم ہے کہ زائض سے کچھ زیادہ خرچ کرو۔ تاتم

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرسکو

اس لئے ہماری جماعت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علاوہ فرضی چندوں کے بہت سے نفلی چندوں کی بھی تحریک ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک چندہ یعنی چندہ تحریک جدید گو نفلی ہے لیکن ضرورت کے مطابق شاید وہ فرض کے قریب قریب پہنچا ہوا ہے۔ اس کی مثال سنتوں کی سی ہے جو ہیں تو نوافل لیکن وہ

نفل کی نسبت فرض کے زیادہ قریب

ہمیں نظر آتی ہیں کیونکہ انہیں ادا کرنے کی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہوئی ہے۔ پھر چندہ تحریک جدید کے علاوہ چندہ وقف جدید ہے۔ ان کے علاوہ آپ بہنوں کو ان چندوں میں بھی حصہ لینا پڑتا ہے جو خاص طور پر لجنہ اماء اللہ کی تحریک پر جمع کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ مختلف

مساجد کے بنانے میں آپ بہنوں نے قابل رشک حصہ

لیا ہے۔ قابل رشک اس معنی میں کہ ہم جو مرد ہیں ہمارے دلوں میں بھی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس ثواب سے کیوں محروم رہے کہ فلاں جگہ پر ایک مسجد بن رہی تھی جس کے میناروں سے خدائے واحد و یگانہ کا نام بلند ہونا تھا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی افضل ترین اور ارفع نبوت کا اعلان ہونا تھا۔ ہم نے ان کے بنانے میں حصہ نہ لیا۔ ہم ثواب سے محروم رہے۔ اور سارا ثواب آپ نے اپنی جھولیوں میں سمیٹ لیا۔

بہر حال اس قسم کے قابل رشک چندے بھی آپ بہنیں ادا کرتی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک جہت ایسی ہے جس کی طرف آپ نے ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی۔ اور وہ یہ ہے کہ جس طرح

سات سال کی عمر میں

بچوں کو (جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے) نفلی نماز اس لئے پڑھائی جاتی ہے یا پڑھائی جانی چاہیئے تا کہ جب نماز بطور

فرض ان پر عائد ہو تو وہ بشاشت کے ساتھ اور دلچسپی کے ساتھ اور دلی لگاؤ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ اس نماز کو ادا کریں۔ اسی طرح بچوں کو مالی تحریکوں کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہیئے اس میں شک نہیں کہ بعض خاندان اپنے بچوں کی طرف سے بھی چندہ وقف جدید یا چندہ تحریک جدید لکھواتے ہیں۔ اور بعض خاندان ایسے بھی ہیں کہ جو اپنے بچوں کو تحریک کرتے رہتے ہیں۔ اور ہماری طرف سے جو جیب خرچ ہمیں ملتا ہے اس میں سے تم خدا تعالےٰ کی راہ میں بھی کچھ دیا کرو۔ لیکن عام طور پر اس طرف ابھی توجہ نہیں کی جاتی۔

میں نے اس سلسلہ میں حال ہی میں اپنے بچوں سے اپیل کی ہے کہ وہ وقف جدید کا بوجھ اٹھائیں اور

ہر بچہ کم از کم اٹھنی ماہوار وقف جدید میں دے

چونکہ اتفاق وقف جدید کے سال کا اختتام ہے اس لئے میں نے سال رواں میں پچاس ہزار روپیہ لڑکوں اور لڑکیوں پر مقرر کیا ہے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ پچاس ہزار روپیہ کی رقم جمع کریں تا ہم وقف جدید کے کام کو پھیلا سکیں۔ اور اسے وسعت دے سکیں۔ اگر تمام احمدی بچے جو آپ کی گودوں میں پلتے ہیں۔ تمام احمدی بچے جن کی تربیت کی ذمہ داری آپ پر ہے اس طرف متوجہ ہوں۔ اگر آپ ان کی ذہنی تربیت اس رنگ میں کر دیں کہ وہ کم از کم اٹھنی ماہوار خدا تعالےٰ کی راہ میں وقف جدید کے کاموں کے لئے خود جماعت کو پیش کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ وقف جدید کا سارا بجٹ ان بچوں کے چندوں سے پورا ہو سکتا ہے لیکن اس طرف پوری توجہ کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہنوں میں اس کام کی اہمیت بٹھانے کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہنوں میں آپ وقف جدید کی اہمیت بٹھا نہیں سکتیں۔ جب تک خود آپ کے ذہن میں وقف جدید کی اہمیت نہ بیٹھی ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیماری سے کچھ ہی عرصہ قبل وقف جدید کی تحریک کو شروع کیا تھا۔ اور پھر بوجہ بیماری حضور اپنی زندگی میں اس طرف زیادہ ذاتی توجہ نہیں دے سکے۔ جیسے حضور نے تحریک جدید کی طرف توجہ فرمائی۔ تحریک جدید کو حضور نے بڑی توجہ اور محنت اور وقت دیکر اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا تو پھر اسے نظام کے سپرد کر دیا اور نظام کو کہا تم اسے

سنبھالو اور اس کام کو چلاؤ اور چونکہ یہ بنی بنائی چیز تھی۔ اور انتظامی لحاظ سے اپنی بلوغت کو پہنچ چکی تھی اور اپنی مضبوطی کو حاصل کر چکی تھی۔ اس لئے اس کے چلانے میں نظام کو کوئی دقت پیش نہیں آئی۔

پھر آپ نے

وقف جدید کے کام کو شروع کیا

اور اس کی تحریک جماعت میں کی۔ جماعت سے آپ نے واقفین بھی مانگے۔ اور پھر واقفین اور دیگر اخراجات کے لئے روپیہ بھی مانگا اور آپ کا خیال تھا کہ آپ اس سکیم اور اس منصوبہ میں آہستہ آہستہ وسعت دیتے چلے جائیں گے اور اسی طرح اس کام کو پورا کر دیں گے جو اس وقت حضور کو نظر آ رہا تھا۔ اور حضور چاہتے تھے کہ اسے پورا کر دیں۔ بہر حال آپ نے شروع میں دس ہزار روپیہ کی جماعت سے اپیل کی لیکن بعد میں جلد ہی حضور بیمار ہو گئے اور اس وجہ سے حضور اس سکیم کی ذاتی طور پر نگرانی نہ فرما سکے۔ لیکن یہ کام خود بخود جاری رہا۔ اور اب اس کا سال رواں کا بجٹ ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کے قریب ہے اگر حضور بیمار نہ ہوتے اور اس سکیم کی طرف حضور ذاتی توجہ دیتے رہتے تو مجھے یقین ہے کہ سات آٹھ سال کے اندر ہی یہ تحریک اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی۔ اور جس طرح حضور نے تحریک جدید کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے بعد اسے تحریک جدید انجمن احمدیہ کے سپرد کیا۔ اسی طرح اس تحریک کو بھی حضور اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے بعد وقف جدید انجمن احمدیہ کے سپرد کرتے اور جیسا کہ تحریک جدید کے سلسلہ میں ہوا آپ بطور خلیفہ عام نگرانی اس کی کرتے رہتے (عام نگرانی خلیفہ کے فرائض میں سے ہے اور حضور تفاصیل میں گئے بغیر اس کی نگرانی فرماتے رہے لیکن جب کہ تحریک جدید کے شروع میں یہ دستور تھا کہ حضور اس کے متعلق چھوٹے چھوٹے فیصلے بھی خود ہی فرمایا کرتے تھے۔ وقف جدید کے سلسلہ میں اپنی بیماری کی وجہ سے حضور ایسا نہ کر سکے) لیکن چونکہ وقف جدید شروع میں ہی حضور کی ذاتی نگرانی اور توجہ سے محروم ہو گئی اس لئے اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو عظیم کام اس تحریک نے کرنا تھا وہ پورا نہیں ہو سکا۔ اور اب اللہ تعالےٰ کی منشاء اور اس کے اشارہ سے میں نے وقف عارضی کی تحریک کو جاری کیا اور سینکڑوں مقامات پر واقفین عارضی کے وفود پہنچے۔ اور انہوں نے مرکز میں رپورٹیں بھجوائیں۔ تو پتہ چلا کہ وقف جدید

کی تحریک کس غرض سے جاری کی گئی تھی اور یہ کہ نگرانی میں غفلت کے نتیجہ میں جماعت کو کس قدر نقصان اٹھانا پڑا ہے کیونکہ

سینکڑوں جماعتیں اس وقت ایسی ہیں

کہ جہاں تربیت کے لحاظ سے بہت کمزوری اور نقص پایا جاتا ہے اور ان کی طرف فوری توجہ دینا ضروری ہے۔ اور تربیت زیادہ تر (علاوہ بڑوں کے) بچوں کو ہی دی جاتی ہے بڑے جو ہیں وہ تو مختلف جلسوں میں اور ذیلی تنظیموں کے کاموں میں شامل ہو کر ایک حد تک تربیت حاصل کرتے رہتے ہیں جن خطوط پر جماعت احمدیہ اپنی نسلوں کی تربیت کرنا چاہتی ہے لیکن وقف عارضی کے وفود کی رپورٹوں کے نتیجہ میں بعض ایسی جماعتیں بھی میرے علم میں آئیں جہاں ایک شخص بھی ایسا موجود نہیں جو آگے کھڑا ہو کر نماز باجماعت پڑھا سکے۔ ایک جماعت کے متعلق وفد نے بتایا کہ پہلے وہاں پڑھے لکھے لوگ بھی موجود تھے (بعض مقامات پر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے بعض بزرگ موجود تھے) جو تربیت کی طرف کافی توجہ دیتے رہے۔ لیکن بعد میں یوں ہوا کہ جو صحابہ تھے وہ تو وفات پا گئے اور جو پڑھے لکھے لوگ تھے وہ اپنی نوکریوں کے سلسلہ میں گاؤں سے باہر چلے گئے اور اب اس جماعت میں ایک بھی ایسا آدمی موجود نہیں جو نماز باجماعت پڑھا سکے اور امام بن سکے۔ کیونکہ اس جماعت کے کسی آدمی کو قرآن کریم کی چھوٹی چھوٹی سورتیں بھی یاد نہیں۔ نہ انہیں سورۃ فاتحہ آتی ہے نہ دوسری دعائیں آتی ہیں۔ نماز سے وہ بالکل بے بہرہ ہیں قرآن کریم کا وہ علم نہیں رکھتے اور اس طرح وہ جماعت جو ایک وقت میں کافی مستعد۔ کافی قربانی دینے والی خدا تعالےٰ کے لئے غیرت رکھنے والی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور پیار رکھنے والی تھی آج اس حالت میں ہے کہ اگر اس کو فوراً سنبھالا نہ گیا تو حقیقتاً وہ ہلاکت اور موت کا منہ دیکھے گی۔ پس علاوہ اور بہت سے مقاصد کے اس مقصد کے لئے بھی وقف جدید کو جاری کیا گیا تھا لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے حضور بیمار ہو گئے۔ اور اس طرف زیادہ ذاتی توجہ نہ دے سکے نتیجہ یہ ہوا کہ وقف جدید ابھی تک اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہوئی۔

اس کام کے لئے ہمارے پاس کم از کم ایک ہزار واقف ہونے چاہئیں

کیونکہ ہماری رجسٹرڈ جماعتوں کی تعداد ایک ہزار ہے۔ ویسے تو میں نے ابھی پورا جائزہ نہیں لیا۔ لیکن صرف منٹگمری کے ضلع میں چالیس کے قریب ایسی جگہیں ہیں قصبے بھی اور دیہات بھی۔ جہاں احمدی موجود ہیں لیکن وہاں جماعتی تنظیم موجود نہیں۔ یہ ان چیزوں کا بھی آہستہ آہستہ پتہ لگا رہا ہوں۔ لیکن اگر ہم فی الحال ان کو نظر انداز بھی کر دیں۔ تب بھی ایک ہزار واقف ہونے چاہئیں لیکن اس وقت کم و بیش اسّی واقف ہیں۔ جو ہمارے پاس ہیں ۹۲۰ واقف ہمیں اور چاہئیں یہ واقفین اللہ تعالیٰ نے آسمان سے تو نہیں اتارنے گا بلکہ یہ واقف وہ ہوں گے جو آپ کی گودوں میں پلتے رہے ہیں یا اب پل رہے ہیں۔ اگر آپ نے اس طرف توجہ نہ کی اور اپنے بچوں کو وقف جدید کے میدان میں زندگیاں وقف کرنے کی تحریک نہ کی تو یہ اہم اور ضروری تحریک ناکامی کا منہ دیکھے گی۔ خدا نہ کرے اللہ تعالیٰ نے آج تک ہمیں ناکامیوں سے بچایا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ اس موقعہ پر بھی ہمیں ناکامیوں سے بچائے گا۔ لیکن پھر وہ کوئی اور مائیں ہوں گی جن کے گودوں کے پالے آئیں گے اور وقف جدید کو سنبھالیں گے۔ اور آپ انہیں اس سے محروم ہو جائیں گی۔ پس اس طرف لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کو بھی اور ہر احمدی بہن کو بھی ذاتی طور پر توجہ کرنی چاہیئے اور اپنے اپنے مقامات پر تحریک کرنی چاہیئے کہ وقف جدید کے لئے نوجوان یا بڑی عمر کے ریٹائرڈ آدمی اپنے نام پیش کریں۔

میں نے ایک تحریک یہ بھی کی تھی کہ ریٹائرڈ آدمی جن کی صحتیں اچھی ہیں اور پانچ یا دس سال تک اپنی صحت کے لحاظ سے وہ مزید کام کرنے کے قابل ہوں وہ بھی وقف جدید میں کام کریں تا ہم ایسے لوگوں سے وقتی ضرورت کو پورا کر لیں اور بعد میں آہستہ آہستہ ہمیں مستقل زندگی وقف کرنے والے واقفین جدید ملتے رہیں اور ہمارے اس کام میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو۔ اس تحریک کے نتیجہ میں کچھ خطوط تو ملے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے بھی ابھی اس طرف پوری توجہ نہیں کی۔ آپ گھر کی مالکہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بھی گھر کے انتظام کی ذمہ داری خدا تعالیٰ نے آپ پر ڈالی ہے اور دنیا کی نگاہ بھی آپ کو گھر کی مالکہ سمجھتی ہے۔ پھر آپ اپنے گھر کی فضاء کو اس طرح کیوں نہیں بنائیں کہ اس وقت سلسلہ حقہ کو جس تعداد واقفین کی ضرورت ہے وہ وقف جدید کے لئے مل جائیں۔ اگر وہ ایسی جب کہ آپ ایک چھا کریں۔ اپنے گھروں میں بھی اپنی جماعت کے گھروں میں بھی تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں جلد سے جلد زیادہ سے زیادہ تعداد میں واقفین وقف جدید کے مل جائیں

دوسری ضرورت پیسہ کی ہے

جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ میری دلی خواہش ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کے دل میں بھی یہ تڑپ پیدا ہو گی کہ دنیا کس شان سے یہ نظارہ دیکھے گی اور کس رشک کے ساتھ یہ نظارہ دیکھے گی کہ احمدی مستورات نے بیت بیت کے گڑھ میں وہاں جہاں توحید کے خلاف اس قسم کے نظریئے پائے جاتے ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ اس کے نتیجہ میں آسمان اپنی جگہ کو چھوڑ دے اور زمین پر آپڑے اور اس طرح زمین و آسمان تباہ ہو جائیں۔ کیونکہ ان قوموں کے نظریات اس غرض کے بالکل مخالف اور اس کی ضد ہیں جو ان کی پیدائش کی تھی۔ ان کا ایک حصہ تو خدا تعالیٰ کا منکر ہو چکا ہے اور دہریت ان کا مذہب ہے اور ایک حصہ وہ ہے جو گو دہریہ تو نہیں ہوا لیکن انہوں نے ایک ماں جائے کو اپنا خدا بنا لیا ہے اور وہ اس کے آگے اپنی ناک رگڑتے اور دعائیں کرتے اور حاجت براری کی اس سے امید رکھتے ہیں۔ ان جگہوں پر آپ نے قربانی دے کر جو مساجد بنائی ہیں ان مساجد کو آباد کرنے کے لئے ہمیں تحریک جدید کے واقف چاہئیں۔ پھر یہاں ملک میں کام کرنے کے لئے وقف جدید کے واقف چاہئیں۔ پس آپ کوشش کریں کہ آپ کی گودوں میں پلنے والے اسلام کے ہر میدان میں مجاہد بنیں اگر میں جہاد کہوں تو کئی بے وقوف اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں کہ پتہ نہیں جہاد سے ان کا کیا مطلب ہے ایک طرف وہ ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم تلوار کے جہاد کے منکر ہیں اور کافر ہیں اور دوسری طرف جب ہم قرآن کریم کے جہاد کا نام لیتے ہیں تو اعتراض کرتے ہیں دیکھو یہ کوئی سیاسی جماعت ہے جو سازش کر رہی ہے پتہ نہیں کہ یہ حکومت کا تختہ کب الٹ دے۔

ہمیں دنیوی حکومتوں سے کیا غرض اور واسطہ

ہمیں تو خدا تعالیٰ کی حکومت کا قیام مد نظر ہے تا زمین کے چپہ چپہ پر زمین کے بسنے والوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے رسول محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت قائم ہو جائے۔ دنیا دنیا والوں اور دنیا داروں کو مبارک ہو۔ ہمارے دل میں تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی محبت ٹھنڈی کر دی ہے ہمیں دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ ہمیں دنیا کا کوئی لالچ نہیں۔ ہمیں دنیا کی وجاہتوں اس کے اقتدار اور عزتوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے قیام میں دلچسپی ہے ہمیں تو قرآن کریم کی اشاعت میں دلچسپی ہے۔ ہمیں تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو۔ اس پیارے وجود کی محبت کو دنیا کے دلوں میں قائم کرنے سے محبت ہے۔ دنیا کے ساتھ ہماری کوئی دلچسپی نہیں تو میں "ہر میدان میں مجاہد بنیں" کے الفاظ بول رہا ہوں جہاد کا لفظ نہیں بول رہا تا کوئی بیوقوف یا کوئی شرارتی اس فقرہ پر اعتراض نہ کرے جیسا کہ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ لجنہ اماء اللہ کے جلسہ میں صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے جو تقریر کی تھی اس میں انہوں نے اس قسم کے مضمون کو بیان کرتے جہاد کا لفظ استعمال کیا تو اب بعض لوگ یہ تحقیق کر رہے ہیں کہ لجنہ اماء اللہ کی تحریک کا وہ کونسا حصہ ہے جو اس وقت ایٹم بم بنا رہا ہے لجنہ اماء اللہ اس دنیا کو تباہ کر رہی ہے حالانکہ ہم اس دنیا کو تباہ کرنے کے لئے پیدا ہی نہیں ہوئے ہم تو دنیا کو زندہ کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم تو مردہ روحوں کو جلا دینے کے لئے پیدا ہوئے ہیں ہم لوگوں کو جنہوں نے ابھی اپنی زندگی کا مقصد نہیں پایا ان راستوں کی نشان دہی کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں کہ جو انہیں خدا تعالیٰ کی رضا کی طرف لے جانے والے ہیں۔

بہر حال جماعت احمدیہ کے لئے اشاعت اسلام کے لئے مجاہدہ اور قرآن کریم کی اشاعت کے

مجاہدہ کے بہت سے میدان ہیں

اور ہر میدان کے لئے ہم ہر احمدی مرد اور عورت سے وقف کی قربانی مانگتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر میدان میں مجاہدہ کے لئے اپنے فدائی اور جان نثار مہیا کریں جن کی اس وقت ہمیں ضرورت ہے۔ اور جو خدا کے لئے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کرنے والے ہوں۔ یہ وقف کرنے والے آپ کی گودوں کے پالے ہیں آپ ان کو ایسے رنگ میں پالیں اور تربیت دیں کہ وہ میدان مجاہدہ میں بشاشت کے ساتھ۔ میدان مجاہدہ میں بے نفسی کے ساتھ میدان مجاہدہ میں فدائیت اور ایثار کے ساتھ۔ خدا تعالیٰ کی محبت کے جنون کے ساتھ کودیں اور اسلام کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی جو مہم اللہ تعالیٰ نے شروع کی ہے۔ اس کو کامیابی اور فتح کے دن دیکھنے کی کوشش اور دعاؤں کے نتیجہ میں قریب سے قریب تر لاتے چلے جائیں۔

غرض اپنے بچوں کو وقف جدید میں اٹھنی ماہوار دینے کی طرف بھی توجہ دو بیز بہتر یہی ہے کہ جو خرچ آپ انہیں دیں انہیں اس طرف متوجہ کریں اور مائل کریں اور اس کے لئے تیار کریں کہ وہ اپنے اس جیب خرچ میں سے

اٹھنی ماہوار وقف جدید کے چندہ میں دیا کریں

لیکن جیسا کہ میں نے اپنے کسی خطبہ میں یا کسی تقریر میں کہا تھا کہ اگر بعض گھرانے مالی اور اقتصادی لحاظ سے کمزور ہوں مثلاً آٹھ دس بچے ہوں اور سب بچے اٹھنی ماہوار نہ دے سکتے ہوں تو صرف اپنے بچوں کو اس ثواب میں شامل کر [illegible]
[illegible] دین و دنیا [illegible]
[illegible]
[illegible] کہ ان کے
کے خاندان کے سارے [illegible]
اٹھنی ماہوار وقف جدید کے لئے دیا کریں۔ جیسا کہ [illegible]
[illegible]
اس بات کی [illegible] احمدی بچے [illegible]
اور [illegible] وقف جدید [illegible]

کو اپنے کندھوں پر اٹھائیں اور دنیا کو بتائیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھوٹے مسلمان بچوں نے باوجود چھوٹی عمر ہونے کے میدان جہاد میں حصہ لیا۔ جب کافروں نے تلواروں سے مسلمانوں کو اور اسلام کو مٹانا چاہا تو وہ بچے تلوار لے کر میدان میں کود پڑے اور انہوں نے اپنی جانیں خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دیں تو اب جبکہ تلوار کے جہاد کا زمانہ نہیں بلکہ قلم اور تقریر کے جہاد کا زمانہ ہے اور مخالف اپنے وعظوں میں اور اپنی تقریروں میں اور اپنی تحریروں میں اسلام پر بے جا جارحانہ اور پُر کینہ حملہ کر رہا ہے ہم احمدی بچے بھی پیچھے نہیں رہے تھے۔ اس جہاد میں اپنے بڑوں کے ساتھ حصہ لیتے رہے ہیں۔ اس وقت ہم ہی وہ لوگ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے کہ تم اٹھو اور دنیا کا مقابلہ کرو اور اسلام کو دنیا میں دوبارہ غالب کرو۔

غرض

ہمارے بچوں کو یہ ثابت کرنا چاہیئے

کہ جس طرح ہمارے پہلوں نے اپنا سب کچھ خدا اور اس کے رسول کے قدموں میں نچھاور کر دیا اسی طرح ہم بچے بھی اپنا سب کچھ خدا اور اس کے رسول کے قدموں میں نچھاور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بچوں سے پیچھے نہیں ہیں ہم پر اب جو کچھ رہ جائے [illegible] ہم کیا جا سکے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ اپنے بچوں کو اس قسم کی تربیت دے دیں گی تو ایک طرف جماعت کی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی مزید رحمتوں اور فضلوں اور برکتوں کی آپ وارث ہوں گی۔ پھر ان بچوں کی دینی لحاظ سے بھی اچھی تربیت ہو جائے گی اور یہ بچے اس دنیا میں آپ کے لئے ایک ایسی زمین اور ایسا آسمان پیدا کر سکیں گے کہ جن میں آپ راضی زندگی گزاریں گی تو آپ کہہ سکیں گی کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا ہے کہ اگر تم چاہو تو ایسی زندگی گزار سکتی ہو کہ تمہارا ہر قدم ہمیشہ جنت میں رہے اور جہنم کی طرف بڑھنے والے نہ ہوں۔

ایک اور بات جو میں اس وقت اپنی بہنوں سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے قرآن کریم سیکھنے، قرآن کریم سکھانے قرآن کریم سیکھنے اور لوگوں کو اس کی باتیں بتانے کہ قرآن کریم سمجھنے میں اور قرآن کریم کے معارف اور اس کے دلائل اور اس کے براہین پر عبور حاصل کرنے کے لئے

ایک مہم تعلیم القرآن کے نام سے جاری کی تھی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن کی طرف ہم میں سے ہر ایک بڑے فخر کے ساتھ منسوب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے فرمایا کہ ہر قسم کی برکت قرآن کریم میں ہے۔ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ ہر قسم کی بھلائی اور برکت اور نیکی اور رحمت اور فضل جس کو تم حاصل کرنا چاہو۔ اگر تم قرآن کے علاوہ کسی اور جگہ ڈھونڈو تو تم ہرگز حاصل نہیں کر سکتیں۔ آج جو بھلائی بھی تم لینا چاہو۔ خدا تعالیٰ کی جس برکت اور خدا تعالیٰ کی جس رحمت کی بھی تم وارث بننا چاہو اس کی تلاش تمہیں قرآن کریم میں کرنی چاہیئے کہ قرآن کریم کے باہر کوئی ایسی خیر نہیں جو قرآن کریم میں نہ مل سکتی ہو۔ اور قرآن کریم میں جو خیر ملتی ہے وہ قرآن کریم سے باہر کہیں سے بھی نہیں مل سکتی۔ غرض تعلیم القرآن کی جو مہم ہے اس میں مجھے یہ دیکھ کر تعجب بھی ہوا اور خوشی بھی ہوئی کہ بہت سی جماعتیں ایسی تھیں جہاں ہماری بہنیں اور ہماری بچیاں قرآن کریم ناظرہ یا باترجمہ فی صدی کے لحاظ سے مردوں کے مقابلہ میں زیادہ جاننے والی تھیں یعنی بعض جگہیں ایسی بھی ہیں کہ جہاں ہماری ناصرات (ہماری بچیاں) اور لجنہ اماء اللہ کی ممبر یعنی ہماری بہنیں سو فیصدی قرآن کریم ناظرہ پڑھنا جانتی ہیں۔ ان مقامات پر مرد اس نسبت سے قرآن کریم ناظرہ یا باترجمہ پڑھے ہوئے نہیں۔ پس ایک لحاظ سے تو یہ ہمارے لئے بڑی ہی خوشی کی بات ہے کیونکہ اگر ہماری بہنوں میں قرآن کریم پڑھنے اور قرآن کریم سیکھنے کا اسی طرح رواج ہو جائے تو ہمیں ایک قسم کی تسلی اور تسکین ہوتی ہے کہ ان کی گودوں میں جو احمدی بچے پلیں گے ان کے دلوں میں بھی قرآن کریم کی محبت پیدا ہو چکی ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں کی لجنہ اماء اللہ نے اس تعلیم القرآن کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ جب تک پورے کا پورا جسم مضبوط نہ ہو کسی فرد کو صحت مند نہیں کہا جا سکتا مثلاً اگر کوئی شخص ہر لحاظ سے مضبوط اور صحت والے جسم کا ہو لیکن اس کا دایاں ہاتھ جو شاید اس کے جسم کا پچاسواں حصہ ہو مفلوج ہو تو ہم اس کو صحت مند نہیں کہہ سکتے۔ یہی حال جماعتوں اور الٰہی سلسلوں کا ہے۔ الٰہی سلسلہ کو سو فیصدی صحت مند ہونا چاہیئے صرف ایک بیماری ہے جو الٰہی سلسلوں کے ساتھ ہمیشہ لگی رہتی ہے اور جس سے وہ چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے اور یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں اور وہ نفاق کی بیماری ہے۔

غرض

نفاق ایک ایسی بیماری ہے

جس میں الٰہی سلسلوں کے بعض افراد ہمیشہ مبتلا رہے ہیں اور اس بیماری کی وجہ سے انہوں نے اپنے لئے جہنم کی راہیں اختیار کیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر روحانی جذب اور روحانی تاثیر رکھنے والی کوئی ہستی دنیا میں پیدا نہیں ہوئی۔ لیکن اس عظیم روحانی تاثیر کے باوجود ہمیں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی منافقوں کا وجود نظر آتا ہے اور اس میں علاوہ اور حکمتوں کے کہ جو ہم جانتے ہیں یا جو ہم نہیں جانتے اور وہ ہمارا رب جانتا ہے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جب الٰہی سلسلوں پر بیرونی حملے بھی ہو رہے ہوں اور اندرونی حملے بھی ہو رہے ہوں تو ان الٰہی سلسلوں پر نیند کا غلبہ نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ چوکس اور بیدار رہتے ہیں۔ اس بیداری کے لئے جہاں اللہ تعالیٰ ان پر بیرونی حملے کرواتا ہے وہاں ان میں اندرونی طور پر کچھ منافق بھی پیدا کر دیتا ہے۔ جو انہیں اندر سے جھنجھوڑتے رہتے ہیں اور انہیں بیدار رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی ایسی بیماری (روحانی و اخلاقی) ایسی نہیں جس سے ہم نجات حاصل کر کے ایک صحت مند معاشرہ اور ایک صحت مند محبوب اللہ کی بنیاد نہ رکھ سکیں۔

قرآن کریم سے محرومی کوئی ایسی محرومی نہیں جس کا کوئی علاج نہ ہو۔ یہ محرومی نفاق کی طرح کوئی ایسی بیماری نہیں جس کا وجود الٰہی سلسلے میں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہو موجود رہے پس اگر کوئی ایک آدمی بھی (سوائے منافقوں کے) قرآن کریم سے غفلت کرتا ہے تو وہ ہمارے لئے تشویش پیدا کرنے والی چیز ہے اور ہمیں فوراً اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے لیکن اسی وقت ایک یا دو افراد کا سوال نہیں

بہت سی جماعتیں ایسی ہیں

جہاں جماعت کے افراد نے پورے طور پر قرآن کریم سیکھنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے بہت سے مقامات ایسے ہیں (میں ان کی تفصیل میں نہیں جاتا اور میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں ایک شخص یا دو اشخاص قرآن کریم نہیں جانتے۔ ایک شخص بھی ایسا کیوں ہو جو قرآن کریم نہ جانتا ہو) جہاں بیس فی صدی یا چالیس فی صدی افراد جماعت مرد اور عورتیں خدام اور انصار، ناصرات اور اطفال ایسے ہیں جو قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہیں جانتے۔ اور نہ وہ ابھی قرآن کریم پڑھنے کی طرف متوجہ ہوئے ہیں یا وہ شروع شروع میں متوجہ ہوئے تھے تو اب ان میں سستی پیدا ہو گئی ہے کیونکہ بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں سو فیصدی بچوں اور بڑوں، عورتوں اور مردوں نے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن مہینہ یا دو مہینے کے بعد ہمیں یہ اطلاع ملی کہ ان پڑھنے والوں میں سے بعض اب عدم توجہ سے کام لے رہے ہیں اور وہ شوق سے کلاسوں میں نہیں آتے

میں نے اپنے رب سے یہ عہد کیا ہوا ہے

اور اسی سے میری دعا ہے کہ وہ مجھے اس کی توفیق عطا کرے کہ تین سال کے اندر اندر ہر احمدی کو جو اس قابل ہے (میں یہ فقرہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بعض اسی نوے سال کے بوڑھے ایسے ہیں کہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کو اس عمر میں قرآن کریم پڑھایا جا سکے۔ گو ان میں سے بعض شوق سے قرآن کریم پڑھ رہے ہیں لیکن ان کی یہ حالت ہے کہ وہ ہر وقت ایک ہی سبق دہراتے اور بعض معذور بھی ہوتے ہیں) وہ میں ضرور بالضرور قرآن کریم پڑھا دوں گا۔ کیونکہ اس کے بغیر ہمیں وہ چیز نہیں مل سکتی جس کے حصول کے لئے جماعت احمدیہ کا قیام کیا گیا ہے لیکن میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ میں اکیلا یہ کام نہیں کر سکتا۔ اگر آپ قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے میں میری ممد و معاون ہوں تو یہ کام ہو جائے گا۔ لیکن اگر آپ اس طرف توجہ نہیں دیں گی تو میں اپنے رب سے امید کرتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کو جماعت احمدیہ میں داخل کرے گا جو کہ بعد میں آئیں گے لیکن آپ سے ان باتوں میں آگے نکل جائیں گے۔ اور آپ کے لئے ایک وقت ایسا آئے گا کہ جیسے آپ چاہیں گی کہ قرآن کریم

پڑھیں اور پڑھائیں لیکن وقت ہاتھ سے گذر چکا ہوگا اس لئے آپ اپنی تمام ضرورتوں کو پیچھے چھوڑ کر قرآن کریم کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اپنے گھروں میں قرآن کریم کا چرچا کریں اور ہر اس بچہ کو جو پڑھنے لکھنے کی عمر کا ہو چکا ہو قرآن کریم پڑھانا شروع کر دیں۔ قرآن کریم ناظرہ پڑھنے میں بھی بڑی برکت ہے گو یہ کوئی فلسفہ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے کچھ اس قسم کی تاثیر اس کے اندر پیدا کر دی ہے کہ جو کوئی خلوص نیت سے اسے پڑھتا ہے اسے ترجمہ نہ بھی آتا ہو تب بھی وہ ایک حد تک اس برکت کو حاصل کرتا ہے اور اس برکت کا ظہور اس صورت میں بھی ہوتا ہے کہ اسے ترجمہ پڑھنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے پھر وہ مزید برکت حاصل کرتا ہے . . . . . اس کا ظہور اس رنگ میں بھی ہوتا ہے کہ وہ

قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کا شوق

اپنے دل میں پاتا ہے اور وہ اس شوق کو پورا کرنے کے لئے قرآن کریم کی تفسیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی صورت میں اور تفسیر کبیر کی صورت میں نہایت اعلیٰ اور اس قدر اچھی اور دلوں کو موہ لینے والی تفسیر دی ہے کہ آج سے پہلے دنیا نے اسلام کو قرآن کریم کی ایسی تفسیر عطا نہیں کی گئی تھی۔ آپ میں سے جو بہنیں عربی جانتی ہیں اگر کبھی ان کو موقع ملے تو وہ کسی پرانی مستند بڑی مقبول اور بڑے پایہ کی تفسیر کو لے لیں اور اس کو پڑھیں اور ساتھ ساتھ اس کا اس تفسیر کے ساتھ موازنہ کرتی چلی جائیں جو ان آیات کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے یا جو تفسیر ان آیات کی تفسیر کبیر میں پائی جاتی ہے تو وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گی کہ بغیر آپ کی کسی خوبی کے اور بغیر کسی قربانی کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نعمت سے نوازا ہے کہ اس وقت تک دنیا کی بہترین تفسیر جو ممکن ہو سکتی تھی اس کے دروازے آپ کے لئے کھولے اور وہ دروازے کھلے ہیں اور بڑی بدبخت ہے وہ بہن اور بڑا بدبخت ہے وہ بھائی جو ان کھلے دروازوں کے اندر داخل ہونے کی خواہش نہیں رکھتا۔ اور عملاً ان دروازوں کے اندر داخل نہیں ہو جاتا کیونکہ اس کے بغیر آنحضرت [illegible] اور نیکی جو قرآن کریم سے حاصل کی جا سکتی ہے ہم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس

قرآن کریم کی تعلیم

کی جو مہم میں نے جاری کی ہے اس کے سلسلے میں میں آپ بہنوں کو جو ملک کے دور دراز علاقوں سے یہاں تشریف لائی ہیں اور سفر کی صعوبت اٹھا کر محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے نہ دنیا کی خواہش۔ دنیا کا کوئی رتبہ یا وجاہت آپ کا مقصود نہیں یہاں آئی ہیں قرآن کریم کا واسطہ دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ آپ جب گھروں کو واپس جائیں تو قرآن کریم کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دیں اور اپنے گھروں میں قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کو رائج کریں۔ اسی طرح اپنی لجنہ میں بھی اور اپنے محلہ میں بھی یہ کوشش کریں۔ آپ کی ذمہ داری ان بچوں کی ہے جو آپ کے گھروں میں ہیں خواہ وہ اطفال ہوں یا ناصرات ہوں کیونکہ جونہی بڑے ہو جاتے ہیں ان کو خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ یا جماعتی نظام سنبھال لیتا ہے اگر وہ سستی کریں تو آپ پر کوئی الزام عائد نہیں ہوگا۔ لیکن اگر آپ سستی کریں گی تو پھر یقیناً میرے دل میں بھی یہ شکایت پیدا ہوگی کہ ہماری بہنوں نے اپنی اس ذمہ داری کو جو قرآن کریم کی تعلیم کی اشاعت اور رواج کے سلسلہ میں ان پر عائد ہوتی تھی نہیں نبھایا سو فیصدی نہیں نبھایا۔ صحیح معنوں میں نہیں نبھایا۔ اور اللہ تعالیٰ بھی آپ سے پوچھے گا کہ دیکھو میں نے تمہارے ہاتھ میں قرآن کریم دیا تھا۔ میں نے تم پر اپنے فضل سے اور اپنی رحمت سے اس کی تفسیر کے دروازے کھولے تھے تم کیوں اس گھر میں داخل نہ ہوئیں۔ تم نے کیوں اس گھر میں قدم نہ رکھا۔ تم اس شہر میں کیوں داخل نہ ہوئیں کہ جس شہر سے بہتر جس شہر سے خوبصورت اور جس شہر سے حسین اور کوئی شہر نہ تھا اس شہر میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی جو راہیں تھیں وہ راہیں کسی اور شہر میں نہ تھیں۔ تم نے ان راہوں پر چل کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل نہ کیا۔ اور ان راستوں پر گامزن نہیں ہوئیں جو اس جگہ تک پہنچا دیتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ بڑے پیار سے اپنے بندہ کو کہتا ہے کہ تیرے اعمال میں بڑے رخنے رہ گئے ہیں لیکن میں اپنی رضا کے عطر سے مسوح کرتا ہوں آ میری جنت میں داخل ہو جا۔

پس آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی عجیب موقعہ بہم پہنچایا ہے۔

آپ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی نسلوں میں قرآن کریم کا عشق اس طرح پیدا کریں کہ دنیا کی کوئی لذت اور کوئی سرور انہیں اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔ وہ ساری توجہ کے ساتھ قرآن کریم کے عاشق ہو جائیں اور وہ ہر چیز اسی سے حاصل کرنے والے ہوں اور وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ بنیں تا قیامت تک آپ کے نام زندہ رہیں اور آنے والی نسلیں جب ان ہو کر آپ کی تاریخ کو پڑھیں اور کہیں کہ کیسی عورتیں تھیں اس زمانہ کی جنہوں نے دنیا کے تمام لالچوں کے باوجود دنیا کے تمام بد اثرات کے باوجود دنیا کو ٹھکرا دیا اور دنیا کی طرف اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نور کو اپنے گرد اس طرح لپیٹا کہ وہ جہاں بھی رہیں اور جہاں بھی گئیں وہ اور ان کا ماحول اس نور سے منور رہا جگمگاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور ہم کو بھی ہمیشہ اس کی توفیق عطا کرتا رہے۔

گو وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے اور میں کچھ ضعف بھی محسوس کر رہا ہوں لیکن میں ایک اور بات بھی اس وقت کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت میں اور خصوصاً جماعت کی مستورات میں ایک مہم جاری کی تھی اور اس نے بڑی کامیابی حاصل کی تھی اور وہ مہم یہ تھی کہ جماعت بد رسوم اور بُری عادتوں کو چھوڑ دے اور بے تکلف زندگی اور اسلامی زندگی گذارنے کی عادت ہو جائے۔ ایک وقت جماعت پر ایسا آیا کہ حضور اپنی کوششوں میں کامیاب ہوئے اور جماعت بد رسموں سے اور بد رسموں کے بد نتائج سے محفوظ ہو گئی۔ لیکن اب پھر جماعت کا ایک حصہ اس طرف سے غفلت برت رہا ہے خصوصاً وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیوی مال اور دنیوی وجاہتیں عطا کی ہیں وہ بجائے اس کے کہ اپنے رب کے شکر گذار بندے بن کر اپنی زندگیوں کے دن گذارتے لوگوں کی خوشنودی کے حصول کی خاطر اور اس عزت کے لئے جو حقیقت میں ذلت سے بھی زیادہ ذلیل ہے اس دنیا کی عزت اور

بد رسوم کی طرف ایک خطرناک مائل ہو رہے ہیں

جو بد رسوم شادی بیاہ کے موقع پر کی جاتی ہیں اور موت فوت کے موقعہ پر بھی ہوتی ہیں۔ ہمیں کبھی ان کو چھوڑنا پڑے گا ورنہ رسوم کے وہ طوق جو پہلے ہمارے گلوں میں پڑے ہوئے تھے۔ بد رسوم اور بد عادتوں کی وہ بیڑیاں جو پہلے ہمارے پاؤں اور ہاتھوں میں تھیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا

يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ (اعراف [illegible])

وہ ہم اپنے ہاتھوں سے واپس لا کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو ان میں باندھ دیں گے اور ان طوقوں کو اپنے گلوں میں دوبارہ ڈال لیں گے۔ پھر ہم ان راہوں پر کیسے دوڑیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کی ہم پر کھولی ہیں۔

مختصراً میں بڑی تاکید کے ساتھ آپ میں سے ہر ایک کو کہتا ہوں کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغی لحاظ سے قرآن کریم کے اس اعلان کے ذریعہ ان رسوم کو یک قلم مٹا دیا ہے آپ اپنے گھروں سے اور اپنی زندگیوں سے ان رسوم کو ان بدعات کو یکسر اور یک قلم پوری طرح پر مٹا دیں اور دنیا اور دنیا داروں کی پرواہ نہ کریں اور اپنے رب کی رضا کی پرواہ کریں۔ آپ یا تو خدا تعالیٰ کی [رضا] حاصل کر سکتی ہیں یا دنیا داروں کی خوشنودی حاصل کر سکتی ہیں۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ دنیا کی رسوم کی طرف جھکیں اور دنیا کی عارضی خوشی اور دنیا داروں کی خوشنودی حاصل کریں یا یہ کہ آپ دنیا اور دنیا داروں کی پرواہ نہ کریں اور جو آپ کا رب آپ سے چاہتا ہے وہ آپ کریں۔ مجھے تو ساری رسوم کے نام بھی نہیں آتے۔

بعض رسوم یہ ہیں

کہ لوگ قُل پڑھتے ہیں۔ حالانکہ ان [illegible] ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ [illegible] ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے [illegible] صحابہ پر نہیں۔

درود بھیجئے [illegible]

ہم میں سے جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ پر زیادہ درود بھیجنے والا ہے وہی اللہ تعالیٰ سے زیادہ رحمتیں اور صلوٰۃ حاصل کرتا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کر کے یہ چاہتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو ہماری طرف سے پہنچے۔ جب اللہ ہماری ان دعاؤں کو قبول کر[ے] وہ صلوٰۃ جو ہم [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ [illegible] پہنچاتا ہے تو وہ ہمیں بھی [illegible] کرتا۔ وہ ہمیں کہتا ہے کہ تم [illegible] میرے اس محبوب کے [illegible] اور ان لوگوں [illegible]

اپنی زندگیوں کو میری خاطر اور میری راہ میں قربان کر دیا تھا۔ تمہاری اس دعا کو قبول کرتے ہوئے اپنے اس محبوب کو پہلے سے بہت زیادہ صلوات پہنچاتا ہوں (یہ جانتے ہوئے صلوات کا لفظ بول رہا ہوں۔ اب اس وقت اس لفظ کے معنوں اور اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ دیر ہو گئی ہے) اور تمہیں بھی اس میں سے حصہ دیتا ہوں۔

یہ قُل اور فاتحہ بڑے عجیب طریق سے پڑھے جاتے ہیں۔ میں ایک دفعہ اپنے ایک غیر احمدی رشتہ دار کے فوت ہونے پر افسوس کے لئے ان کے بچوں کے پاس گیا تو میرے سامنے ایک دوست آئے اور انہوں نے آتے ہی کہا فاتحہ پڑھ لیں انہوں نے ہاتھوں کو اٹھایا اور یوں حرکت دی (حضور نے اس موقعہ پر ہاتھ اٹھا کر ان کو اس طرح حرکت دی) اور اتنے عرصہ میں فاتحہ پڑھی گئی۔ شاید اتنی دیر میں لفظ فاتحہ بھی نہ بولا جا سکے اس سے اس مُردے کو کیا ثواب پہنچ سکتا ہے۔ یہ صرف گندی عادتیں ہیں جن میں ہماری قوم ملوث ہو چکی ہے اور یہ وہ گندی عادتیں ہیں جن میں ہم نے ملوث نہیں ہونا اور ان سے بچتے رہنا ہے جن چیزوں کی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ضرورت نہیں تھی ہمیں بھی ان کی ضرورت نہیں ہے اور جنہیں ان بد رسوم کو اختیار کرنا ہے وہ اپنے گھروں میں بیٹھیں اور ان رسوم کو اختیار کریں۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ہم نے ان گھروں کو چھوڑ کر احمدیت کے قلعہ میں اس لئے داخل ہونا قبول کیا ہے کہ ہمیں یہ چیزیں نہیں چاہئیں۔ ہمیں خدا کی صلوات۔ خدا تعالیٰ کی برکتیں۔ خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور خدا تعالیٰ کے فضل کافی ہیں۔ ان کے علاوہ ہمیں کچھ نہیں چاہیئے۔ ہم ان بد رسوم کو کیوں اختیار کریں۔

اس سال بعض واقعات ایسے ہوئے ہیں (جماعت میں ہوئے ہیں) جن کی وجہ سے میرے لئے ضروری ہے کہ

میں آپ سب میں سے ہر ایک کو تنبیہ کر دوں

شادی بیٹے کی تھی یا بیٹی کی بعض افراد نے خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف نمائش اور بد رسوم کو اختیار کیا اور اتنا قرض اٹھا لیا کہ بعد میں انہیں یہ کہنا پڑا کہ ہمارے چندوں میں تخفیف کی جائے۔ اگر یہ صورت تھی تو تم نے ان بد رسوم اور نمائش کو اختیار ہی کیوں کیا تھا کہ اس کی وجہ سے آج تم ثواب سے محروم ہو رہے ہو۔ اس کے اور بھی بہت سے نقصانات ہیں صرف وقتی طور پر ہی ان کی وجہ سے نقصان نہیں ہوتا بلکہ اس سے نقصانات کا ایک سلسلہ چل پڑتا ہے۔ جس میں سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے۔ تمہاری زندگی میں کوئی اسراف نہیں ہونا چاہیئے۔ تمہاری زندگی میں کوئی رسم نہیں ہونی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے علاوہ ہماری عزت کے لئے اور کوئی راہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کے اس مقام عزت کے بغیر جس میں وہ ہمیں کھڑا کرنا چاہتا ہے ہمارے لئے اور کوئی مقام عزت نہیں۔ دنیا نے جن مقامات کو عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے ان سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں اور نہ کوئی سروکار ہے یہ ذہنیت اپنے اندر پیدا کرو تا خدا تعالیٰ کے فضلوں کی زیادہ سے زیادہ وارث ہوتی چلی جاؤ تا تمہارا انجام بخیر ہو تا ہم جب اس دنیا کو چھوڑ کر اپنے پیدا کرنے والے کے پاس پہنچیں (جہاں ساری دنیا مل کر بھی ہمیں کوئی مدد یا فائدہ نہیں پہنچا سکتی) تو وہ اپنی رضا کی جنتوں میں ہمیں رکھے، وہ ہم سے ناراض ہو کر ہمیں اپنے قہر اور اپنی لعنت کی جہنم میں نہ پھینک دے خدا کرے کہ اس کی رضا ہمارے استقبال کو آئے اور جہنم کے فرشتے ہماری راہ نہ دیکھ رہے ہوں مگر یہ مقام آپ اس وقت حاصل کر سکتی ہیں۔ جب آپ اس قسم کی رسوم اور بد عادتوں کو کلیتہً اور پورے طور پر اور انتہائی نفرت کے ساتھ چھوڑ دیں۔

ان رسوم اور بد عادات سے جماعت کو نفرت کرنی چاہیئے

جو لوگ ان بد رسوم اور بد عادات میں مبتلا ہیں ان پر رحم کرنا چاہیئے اور ان میں یہ تبلیغ کرنی چاہیئے کہ خدا کے لئے وہ رسوم چھوڑ دو جو خدا نے نہیں بنائیں اور ان باتوں اور ان راہوں کو اختیار کرو جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر کی ہیں اور اس سلسلہ میں ہم پر یہ بھی فرض ہے کہ ہم قرآن کریم کی ساری کی ساری تعلیم اور ہدایت کی طرف ان لوگوں کو متوجہ کریں جو قرآن کریم کی طرف منسوب تو ہوتے ہیں لیکن قرآن کریم ان کے گھروں کی حقیقی زینت نہیں۔ قرآن کریم ان کے ذہنوں کی جلا نہیں۔ قرآن کریم ان کی پیشانی کا نور نہیں۔ قرآن کریم ان کی زبان اور ان کے کانوں اور ان کے دوسرے حواس کا نور نہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کو بتائیں کہ دنیا کی کوئی زینت قرآن کی بخشی ہوئی زینت سے بڑھ کر نہیں۔ دنیا کی کوئی روشنی قرآن کریم کے نور سے زیادہ منور نہیں۔ دنیا کی کوئی عزت ان عزتوں سے بڑھ کر نہیں جو قرآن چاہتا ہے دیتا ہے۔ بزرگی کا کوئی سامان اس بزرگی کے سامان سے بڑھ کر نہیں۔ جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ پس ان دنیوی عزتوں کو چھوڑ دو۔ ان تمام برائیوں سے قطع تعلق کر دو۔ اور قرآن کریم کی طرف آؤ۔ پس اپنے شہروں میں اور گاؤں میں جا کر قرآن کریم کی تبلیغ شروع کر دو۔ ہماری یہی تبلیغ ہے۔ دوسرے لوگ فروعی اختلافی مسائل میں الجھا لیتے ہیں لیکن ہم میں اور ہمارے غیروں میں جو احمدی نہیں چاہے وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھنے والے ہوں بنیادی اصلی اور حقیقی امتیاز اور فرق یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر نے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھا ہے اور اس کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اس کوشش میں اپنی حسب استعداد اور اسی قوت کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے لگے رہتے ہیں لیکن ان میں سے بہت قرآن کریم کا نام تو لیتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ یہ موٹی مثال ہے

قرآن کریم کا نزول اس لئے ہوا تھا

کہ دنیا میں خالص توحید کو قائم کیا جائے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اس کا اتنا خیال تھا کہ آپ ہر وقت اپنی امت کو یاد دلاتے رہتے تھے کہ اس میں شک نہیں کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میں سب انبیاء سے اعلیٰ ارفع اور افضل ہوں اور میرے مقام تک نہ آج تک کوئی انسان پہنچا ہے اور نہ قیامت تک پہنچ سکتا ہے۔ اور قرآن کریم کی شریعت جو مجھے عطا کی گئی ہے وہ بھی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور ہر نسل کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہر نسل کے گند کو دھونے والی اور ہر نسل کو اس کی قوت اور استعداد اور ماحول کے مطابق نور عطا کرنے والی ہے۔ لیکن ہوں میں خدا کا بندہ۔ عبودیت کے اس مقام کو جس پر مجھے خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے کبھی نہ بھولنا اور ہمیشہ مجھے خدا کا ایک بندہ ہی سمجھتے رہنا اس لئے کلمہ میں أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کے الفاظ رکھ کر ہمیں یہ مقام ہر وقت یاد دلایا اور بلند و پست سے اس آواز کو دہرایا گیا تا کہ خالص توحید میں کوئی رخنہ نہ پڑ جائے لیکن ہمارے ان بھائیوں میں سے بعض قرآن کریم کو بھی مانتے ہیں اور دعوے کرتے ہیں کہ جس مقام توحید پر ہمیں قرآن کریم کھڑا کرنا چاہتا ہے ہم اس پر کھڑے ہیں لیکن ان کی جبینیں قبروں پر بھی جا جھکتی ہیں ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو بغیر کسی احساس ندامت کے اپنی مجلسوں میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ جب ہم اپنے کسی وفات یافتہ پیر سے دعا کرتے ہیں تو ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ پیر صاحب اس وقت ہمارے سامنے آ جاتے ہیں اور وہ ہماری دعاؤں کو سنتے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جو دنیوی اسباب کی طرف جھکتے اور ان مادی اسباب پر اس قدر بھروسہ اور توکل رکھتے ہیں جتنا صرف خدائے قادر و توانا پر رکھنا چاہیئے۔

غرض میں نے بتایا ہے کہ

ہم نے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھا ہے

اور اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہمیں یہ معرفت عطا کی ہے۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد کسی قبر کی پرستش جائز نہیں۔ کسی دنیوی طاقت اور وجاہت کی پرستش جائز نہیں۔ کسی شخصی اقتدار کی پرستش جائز نہیں۔ رشوت، جھوٹ اور حرامخوری پر وہ توکل جائز نہیں جو توکل کہ محض خدا پر کرنا چاہیئے اور دنیا کی کسی طاقت کو ہم ایسا نہیں سمجھتے کہ وہ خدا کے اذن اور اس کے منشاء کے بغیر ہمیں کوئی بھی عزت یا فائدہ پہنچا سکے۔ پس ہمارے نزدیک لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے یہ معنے ہیں جو میں نے ابھی بیان کئے ہیں لیکن بعض کے نزدیک لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے اعلان کے باوجود قبر کی پرستش بھی جائز ہے ان لوگوں کے نزدیک لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے اعلان کے باوجود جھوٹ کی اور رشوت کی اور اپنے مال اور اسباب کی پرستش

جائز ہے۔ ایسے لوگ خدا تعالےٰ کو اور خالص توحید کو بُھلا چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت دے اور حقیقی توحید اور معرفت اور عرفان کا حصول ان کے لئے آسان کرے اور محض اپنے فضل سے ہمیں بھی جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتے ہیں حقیقی طور پر ایک پکا اور سچا احمدی بنا دے کہ محض احمدیت کی طرف منسوب ہونا کافی نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں ہم ایسے بن جائیں کہ وہ اپنے فضل سے ہم پر خوش ہو جائے اور اس زندگی میں ہمیشہ ہم وہ کام کریں جن کا سوں سے وہ ہم پر راضی ہو اور ہم سے کبھی افعال سرزد نہ ہوں وہ اعمال سرزد نہ ہوں جن کے نتیجہ میں وہ ہم سے ناراض ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے مسلمانوں کو بھی قرآن کریم کے سمجھنے اور اس کے علوم اور اس کی معرفت کی باتیں اور اس کی ہدایتوں کی معرفت اور عرفان حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو بھی حقیقی معنی میں اور سچے طور پر مسلمان بنا دے۔ وہ صرف خدا کی طرف منسوب ہونے والے نہ ہوں صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ساری عزتوں کو دیکھنے والے نہ ہوں۔ نہ صرف انکو بلکہ دُنیا جو عیسائی اور دہریہ یہودی اور دوسرے مذاہب کے پیرو یا لامذہب یا بدمذہب اقوام ہیں خدا کرے کہ ان کے سینے اور دل بھی قرآن اور اس کی تعلیم اور اس کے نور کے لئے کھل جائیں۔ خدا کرے کہ ہم ہمیشہ اس بات کی توفیق اس کے فضل سے پاتے رہیں کہ خدا کی توحید کے قیام اور اسلام کی اشاعت کے لئے ہم ہر اس قربانی کو بشاشت کے ساتھ کرنے کے لئے تیار رہیں جو قربانی خدا اور اس کا سلسلہ ہم سے چاہے اور اس کا سلسلہ ابد کرے۔ اللّٰھم آمین۔ ہمیشہ اپنے لئے بھی اور اپنوں کے لئے

ہمیشہ دعا کرنی چاہیئے

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بھی ضرورت ہو تو تم یہ نہ سمجھنا کہ تم اسے خود حاصل کر سکتے ہو۔ جب تک کہ اللہ تعالےٰ کا فضل نہ ہو۔ اگر کسی نے گھڑے میں سے پانی نکال کر پینا ہو تو . . . . تو آپ ہی سے کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں آنی چاہیئے کہ گھر میں گھڑے میں پانی بھی موجود ہے میں ہوں صحت بھی ہے میں اُٹھ کر اپنے طور پر خدا تعالےٰ کی توفیق کے بغیر اس گھڑے میں سے پانی نکال کر پی سکتا ہوں ایسی بات تو ذہن میں نہیں آ سکتی اگر حقیقی عرفان دل میں ہو کیونکہ سینکڑوں ہزاروں لوگ اس دنیا سے گذر گئے کہ جب انہوں نے گھڑے سے پانی پینے کے لئے قدم اٹھایا اور ابھی گھڑے تک پہنچے بھی نہیں تھے کہ موت کے فرشتہ نے انہیں آ دبوچا اور ان کا خیال . . . اور یہ وہم کہ ہم اپنے زور اور طاقت اور قوت سے اُٹھ کر اس گھڑے سے پانی پی سکیں گے غلط ثابت ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ اگر تمہاری جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی خدا تعالےٰ سے مانگو . . . . یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ تسمہ پیسہ یا دو پیسہ کی چیز ہے۔ تمہارے گھر پیسہ بھی ہے۔ پھر گھر میں تمہارا خاوند یا تمہارا بچہ یا تمہارا بیٹا بھی ہے جو بازار جا سکتا ہے اور بازار میں تسمہ موجود ہے اور وہ خرید کر لا سکتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس عرصہ میں اللہ تعالےٰ تمہاری جان نکال لے جیسا کہ وہ اس سے پہلے بہتوں کی جان نکال چکا ہے۔ پس اپنے لئے بھی اور اپنے ہر کام کے لئے بھی چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہیئے۔

مومن پر اللہ تعالےٰ نے یہ بڑا فضل کیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالےٰ کی عبادت میں گذار سکتا ہے۔ کیونکہ جب وہ سونے لگتا ہے تو اس وقت بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ بعض دعائیں مانگ لیتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کے نیند کے لمحات بھی ایک طرح عبادت ہی میں گذرتے ہیں۔ پھر بیدار زندگی کے ہر لمحہ میں وہ کچھ نہ کچھ کر رہا ہوتا ہے اور اگر اس کچھ نہ کچھ کرنے کے وقت خدا تعالےٰ سے وہ دعا کرتا ہے تو اس کی بیدار زندگی کا ہر لمحہ بھی اللہ تعالےٰ کی عبادت میں گذرے گا۔ اس کے بعد ہم اپنے رب پر یہ توقع اور امید اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے اعمال اور ہماری دعاؤں کے ان ہزاروں رخنوں کو اپنے فضل سے دور کر دے گا جو ہماری کوشش اور دعا کے باوجود رہ جاتے ہیں۔

شیطان کے ہزاروں وساوس ہیں جو ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں بعض کو ہم پہچان لیتے ہیں اور دعاؤں کے ذریعہ انہیں اپنے دل سے نکال دیتے ہیں اور بعض ہمارے علم میں بھی نہیں آتے شیطان خفیہ طور پر ہمارے دل میں وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کتنا رحیم ہے کہ تم اس حالت میں میرے پاس آتے ہو کہ نہ تو تمہاری دعائیں کامل اور مکمل اور رخنہ سے بغیر ہیں اور نہ تمہارے اعمال کمزوریوں اور فساد کے بغیر ہیں لیکن چونکہ تم مجھ پر یقین رکھتے رہے ہو۔ اس لئے میں اس یقین کے صدقے اور اپنی توتوں کے طفیل اور اپنی اس رحمت کی وجہ سے جس کے نام سے کہ میں نے قرآن کریم میں اعلان کیا ہوا ہے تمہاری دعاؤں کو سنتا ہوں میں اس زندگی میں بھی تمہیں اپنی رحمتوں سے نوازتا رہوں گا۔ اور تمہارا انجام بخیر کروں گا اور آخروی زندگی میں بھی تمہیں اپنی رحمتوں سے نوازوں گا اور تم ابد الآباد تک میری رحمتوں اور رضا کو حاصل کرتے رہو گے

غرض اپنے لئے بھی دعا کرنی ضروری ہے۔ کام چھوٹا ہو یا بڑا

ہمیں ہمیشہ بیٹھتے سوتے جاگتے دعا میں اپنا وقت گذارنا چاہیئے

اس پر نہ کوئی پیسہ خرچ آتا ہے اور نہ کوئی تکلیف تمہیں اٹھانی پڑتی ہے نہ کوئی صعوبت یا مشقت کرنی پڑتی ہے۔ بلکہ کا سودا ہے آسان راہ ہے جو خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے کھولی ہے۔ اگر ہم اس آسان راہ سے بھی فائدہ نہ اٹھائیں تو ہمارے جیسا بدبخت کوئی نہیں ہو گا۔ پھر اپنوں کے متعلق مثلاً اپنے بچے ہیں۔ اپنے خاندان میں اپنے باپ دادا اور دوسرے بزرگ رشتہ دار ہیں اپنے ہمسائے ہیں اپنے محلہ والے ہیں۔ اپنے قصبہ اور شہر والے ہیں یا گاؤں والے ہیں۔ اپنے ملک میں بسنے والے ہیں اپنی دنیا میں رہائش پذیر ہونے والے ہیں۔ اپنی دنیا سے تعلق قائم کر کے اس دُنیا سے جُدا ہونے والے یا اپنی دنیا میں رہائش پذیر ہونے والے ہیں اپنی دنیا سے تعلق قائم کر کے اس دنیا سے جُدا ہو جانے والے یا اپنی دنیا سے آئندہ تعلق قائم کرنے والے ہیں۔ آدم سے لے کر اب تک جو بھی آدم پیدا ہوئے اور جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے سب کو اپنی دعا کی سخاوت میں شامل کرو تا جب اللہ تعالےٰ سخاوت پر آئے تو وہ سب حدود کو توڑتا ہوا ہم سے رحمت کا سلوک کرے۔ الا ہم۔ پس دعاؤں میں خود کو بھی اپنوں کو بھی اور جو ابھی اپنے نہیں ہوئے انہیں بھی یاد رکھو۔ خدا تعالےٰ پر کامل بھروسہ رکھو۔ اس سے کبھی نا امید مت ہو بلکہ اسے یاد کرو اور سکھ میں اُسے بھولو نہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے شکر گزار بندے اور بندیاں بن کر اپنی زندگی کے دن گذارو۔ اگر کرو گے تو دنیا وہی معجزانہ نظارہ آج پھر دیکھے گی جو معجزانہ نظارہ اس نے آج سے چودہ سو سال پہلے دیکھے اور آج وہ حیران ہے کہ یہ کیا ہو گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ انہی صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور انہی صحابیات کے نورانی لباس میں اپنی زندگی کے دن گذارنے کی توفیق عطا کرے۔

(الفضل ۱۱/۲/۶۸)

مدینۃ المسیح قادیان کی خبریں!

۱۔ مورخہ ۹/۲/۶۸ کو نماز جمعہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پڑھائی۔ خطبہ میں بعض مقامی ضروری امور کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔

۲۔ اسی روز جمعہ کے بعد مجلس تعلیم انبیاء کا ہفتہ وار جلسہ بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ منعقد ہوا۔ جس میں مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے۔ مکرم محمد شریف صاحب گجراتی درویش اور عزیز صاحب شاد نے تقاریر کیں۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت بحر روز دھوپ نکلی اس کے بعد مطلع ابر آلود رہا۔ اور کل سے بارش ہو رہی ہے۔ آج متعدد بار اولے پڑے اور سردی بڑھ گئی ہے اللہ تعالےٰ اپنا ...

درخواست دعا: ایک ماہ سے خاکسار کی بائیں ٹانگ میں کولہے کے قریب چلتے وقت درد ہوتا ہے۔ دو تین بارہ ہفتہ سے تکلیف زیادہ ہے۔ احباب کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر قادیان

وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں نہایت شاندار ہدایات

فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ سلسلہ کے اخراجات کا زیادہ تر دارومدار آمد چندہ جات پر ہے۔ اس لئے وصولی چندہ جات کا کام کس قدر اہم ہے لیکن اگر ہم بزرگان سلسلہ کے ارشادات پر غور و عمل کریں تو کسی دقت کے پیش آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلہ میں کچھ بیش قیمت تجاویز احباب جماعت کے سامنے پیش کی ہوئی ہیں جو احباب کے علم میں اضافہ اور وصولی چندہ جات میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:-

(۱) مقامی جماعتوں کے کارکن اپنی اپنی جگہ اس بات کا تفصیلی جائزہ لیں کہ کیا ان کے حلقہ میں کوئی احمدی ایسا تو نہیں ہے جو حسب ہدایت سلسلہ باقاعدہ چندہ ادا نہ کرتا ہو یعنی اگر وہ موصی ہے اور اپنی وصیت کے مطابق چندہ نہ دے رہا ہو اور اگر غیر موصی ہے تو مقررہ ریٹ کے مطابق چندہ ادا نہ کر رہا ہو۔ اگر جماعت میں کوئی نادہندہ ہو یا وہ چندہ دیتا ہو مگر مقررہ شرح کے مطابق نہ دیتا ہو تو ایسے ہر رنگ اور پوری کوشش کے ساتھ پورا چندہ یا پورا حصہ وصیت ادا کرنے پر آمادہ کیا جائے اور اس کوشش کو یہاں تک کامیاب بنایا جائے کہ جماعت میں کوئی فرد نادہندہ نہ رہے احمدی ہو کر چندہ میں نادہندہ ہونا ایسا ہے کہ گویا کسی کا آدھا دھڑ مارا ہوا ہو۔

(۲) تجارت پیشہ اور زمیندار اصحاب اور صناعوں اور دیگر پیشہ ور لوگوں کے چندوں کی خاص نگرانی کی جائے کہ وہ اپنی آمد کے مطابق صحیح صحیح چندہ ادا کرتے ہیں یا نہیں چندہ کے معاملہ میں زیادہ خرابی اس طبقہ میں واقع ہوتی ہے بعض آدمی اپنی آمد بتانے سے گریز کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سمجھایا جائے کہ آپ بیعت کرتے ہوئے اقرار کر چکے ہیں کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" اس لئے آپ کا یہ سودا خدا کے ساتھ ہے اور خدا کے ساتھ سودا کر کے دھوکا کرنے والا بات خیر کبھی کامیاب اور بامراد نہیں ہوتا۔

(۳) جو نئے دوست جماعتوں میں داخل ہوتے ہیں۔ انہیں شروع سے ہی چندہ دینے کا عادی بنایا جائے یہ پالیسی درست نہیں ہے کہ نئے لوگوں کے ساتھ چندوں کے معاملہ میں نرمی کی جانی چاہیئے۔ جو لوگ ایک دفعہ رعایت کے عادی ہو جائیں وہ پھر الا ماشاء اللہ ہمیشہ رعایت کے ہی طالب رہتے ہیں۔ پس نئے دوستوں کو شروع سے ہی چندہ کا فلسفہ سمجھا کر اور مناسب رنگ میں تحریک کر کے چندوں کا عادی بنایا جائے۔

مندرجہ بالا ارشادات کے پیش نظر احباب کرام اور عہدیداران جماعت کا فرض ہے کہ ان کے مطابق اور چندوں کی ادائیگی کی فراہمی کے لئے پوری توجہ اور کوشش سے کام لیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو اپنی مالی ذمہ داری کو صحیح طور پر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ

احباب جماعت توجہ فرمائیں

جماعت کی تبلیغی و تعلیمی ضروریات پورا کرنے کے لئے قادیان میں سب سے پہلا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے "مدرسہ احمدیہ" جاری چلا آتا ہے۔ خدا کے فضل سے اس دینی درسگاہ نے قابل قدر خدمت سرانجام دی ہے۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمت سلسلہ کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ کے داخلہ کے لئے مرکز میں بھیجیں۔ پہلی جماعت کا داخلہ عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ اس سلسلہ میں داخلہ فارم نظارت ہذا سے ۱۵ مارچ ۶۸ء تک حاصل کر کے مکمل خانہ پری کے بعد یکم اپریل ۱۹۶۸ء تک نظارت ہذا کو پہنچ جانا چاہیئے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں:-

۱۔ بچہ کی تعلیم کم از کم مڈل اسٹینڈرڈ تک ہونی لازمی ہے۔

۲۔ بچہ اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔

۳۔ نیز قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:- صدر انجمن احمدیہ کی جانب سے حسب سابق منظور شدہ وظائف بھی جو طالب علم کی ذہنی و اخلاقی و اقتصادی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔ خواہشمند احباب تاریخ مقررہ تک فارم داخلہ پر کر کے نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔

۲۔ حافظ کلاس

مدرسہ احمدیہ میں حافظ کلاس بھی جاری ہے۔ اس کلاس میں اس سال موزوں طلباء لئے جائیں گے۔ حافظ کلاس میں داخل ہونے والا بچہ ذہین ہو۔ قرآن کریم ناظرہ بخوبی جانتا ہو۔ دس بارہ سال سے عمر متجاوز نہ ہو۔ ہونہار اور مستحق طلباء کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے وظیفہ بھی دیا جائے گا۔

خواہشمند احباب فوری طور پر توجہ فرمائیں اور دفتر کو اطلاع بخشیں۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفتہ تحریک جدید (برائے حصول وعدہ جات) منائیے

یکم تا ۷ مارچ ۱۹۶۸ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے یکم نومبر سے تحریک جدید کے سال نو کا آغاز ہو چکا ہے لیکن ایک سہ ماہی گذر جانے پر بھی ابھی تمام جماعتوں کے وعدے موصول نہیں ہوئے۔ اللہ تعالےٰ کے حضور سرخرو ہونے کے لئے بہت زیادہ کوشش ضروری ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یکم تا ۷ مارچ حصول وعدہ جات کے لئے ہفتہ منایا جائے۔ چنانچہ اس ہفتہ میں خاص طور پر مندرجہ ذیل طریق پر عمل فرمایا جائے:۔

۱۔ جلسہ کر کے احباب پر تحریک جدید کی الہامی تحریک کی اہمیت واضح کی جائے کہ کن حالات میں جاری ہوئی۔ اور کس طرح اللہ تعالےٰ نے جماعت کی ترقی اور اشاعت احمدیت کے لئے اسے معجزانہ رنگ میں نوازا۔ (اس بارہ میں "مطالبات تحریک جدید" کتاب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے جو سرجماعت میں موجود ہے)

۲۔ خدام وغیرہ پر مشتمل ایک وفد مقرر کر کے مجاہدین کو اضافہ چندہ کی تحریک کی جائے۔ اور جو احباب مجاہدین میں شامل نہیں انہیں بھی شامل فرمایا جائے۔ اور صاحب توفیق احباب کو اپنے اہل وعیال کی طرف سے وعدے لکھوانے کی تلقین کی جائے۔ خصوصاً دفتر سوم کو مضبوط کرنا ضروری ہے۔ جس کا آغاز یکم نومبر ۱۹۶۵ء سے ہوا ہے۔ اور اب اس کا تیسرا سال شروع ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا:۔

"جس طرح آپ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی جسمانی نسل جاری رہے اور روحانی نسل کو بڑھانے کا ایک طریق یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو تحریک جدید کے دفتر اول میں حصہ لے چکا ہے وہ عہد کرے کہ صرف آخر تک وہ خود پوری باقاعدگی کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیتا رہے گا۔ بلکہ کم از کم ایک آدمی ایسا ضرور تیار کرے گا۔ جو ...... بعد میں اور اگر وہ زیادہ آدمی تیار کر سکے تو یہ اور بھی اچھی بات ہے۔ دنیا میں لوگ صرف ایک بیٹے پر خوش نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ ان کے پانچ پانچ سات سات بیٹے ہوں ...... (اس طرح) یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے اور اس ذریعہ سے تبلیغ اسلام کے نظام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جا سکے"۔ (الفضل ۱۱/۱۲ ....)

اللہ تعالےٰ ہم سب کی ناچیز مساعی کو بے حد بابرکت کرے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

جناب محترم آدم خان صاحب احمدی نرگنگا آڑیسہ نے قبل ازیں ہمارے دواخانہ سے درویش ۳ عدد، درویش سیمنٹ ۲ عدد اور درویش امرت ۴ عدد منگوائے تھے۔ اب اُن کا آرڈر ملاحظہ فرمائیے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں "کہ آپ کے تحفے ... بہت ہی مفید ہیں اور بہت پسند آئے۔ اور جن دوستوں کو دیئے گئے انہیں بھی بہت پسند آئے وہ سب اب آپ کو قابل قدر اور مجرب دوا ساز کی وجہ سے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مہربانی کر کے ... عدد مزید درویش امرت اور ایک کاپی بھجوا دیں۔ شکریہ" (ترجمہ از انگریزی) ان کا ... برقت ہونا ضروری ہے۔

درویش امرت پیٹ کی جملہ امراض گیس ... پیٹ درد، متلی اور ہیضہ وغیرہ کیلئے بے حد مفید ثابت ہو رہا ہے۔ ہمارے دوسرے تحفے ... درویش کاجل اور درویش سیمنٹ بھی ... ترتیب ... استعمال ... منیجر دواخانہ درویش ... قادیان

ایک عظیم الشان نشان آسمانی

(بقیہ صفحہ ۲)

۴۔ تفسیر کبیر کے نام سے قرآن کریم کے بیشتر حصہ کی ایسی گرانقدر تفسیر فرمائی جو عصر حاضر کے مطابق اسلامی مسائل کی تشریح میں گویا انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں حضور نے اسلام کی بہترین تفصیل بیان فرمائی اور دلائل واضح کر دیا کہ کلام اللہ بھی زمانہ کی ضرورت کو بطریق احسن پورا کر رہا ہے!

۵۔ امن عالم کے قیام کے اصول قرآن کریم کی روشنی میں بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کئے۔

۶۔ لیگ آف نیشنز کے فیل ہونے کے اسباب بیان کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی پیش کردہ لیگ کے قواعد واضح کئے اور بتایا کہ جب تک دنیا ان قواعد پر کاربند نہ ہوگی اس وقت تک یہ ادارہ خاطر خواہ طریق پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب امور ہیں جن پر غور کرنے کے نتیجہ میں لازماً کلام اللہ کا بہت اونچا اور عظیم الشان مرتبہ دنیا پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہی مصلح موعود کی پیشگوئی کی رو سے روح رواں اور لب لباب تھی۔ جو بڑی خوبی کے ساتھ پوری ہوئی اور ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز

وصیت نمبر ۱۳۶۸۷

حمیدہ بی زوجہ مکرم عبدالقادر صاحب مقتدر کتور قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر پچیس سال تاریخ بیعت ۱۹۶۲ء ساکن ساونت واڑی ڈاک خانہ خاص ضلع رتناگری صوبہ مہاراشٹر۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹ اکتوبر ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد منقولہ مندرجہ ذیل ہے (۱) حق مہر ... ۵۰۰ روپیہ ہے۔ (۲) زیور قیمتی تیس روپیہ ہے۔ میں موجودہ جائیداد (قیمتی ۲۵۵ روپیہ) کے دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ کے نام پر وصیت کرتی ہوں۔ آئندہ جو جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ جو رقم بذریعہ رسید ادا ہوگی وہ مجرا شمار ہوگی۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ باقاعدہ حصہ جائیداد ادا کروں گی علاوہ بالا منقولہ جائیداد کے کوئی غیر منقولہ جائیداد میری ملکیت نہیں۔

الامتہ حمیدہ بی عبدالقادر کتور

گواہ شد M. Yousuf محمد یوسف ایم۔ ایم یوسف
سیکرٹری مال موصی نمبر ۱۳۱۸۱ Secy. Mal 9-11-67

گواہ شد Chitar ully ... Bazar P.O. SAWANT WADI Distt. RATANGARI

مرقومہ ملک صلاح الدین
نائب وکیل المال زبل ساونت واڑی
9-1-67

درخواست دعائے مغفرت۔ خاکسار کی نانی جان سیدہ مسرت النساء صاحبہ اہلیہ حضرت مولوی سید عبدالحلیم صاحب مرحوم مورخہ .. ار فروری کو بعمر ۹۰ سال اپنے وطن موضع کدیمی ضلع کٹک (اڑیسہ) میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت نیک، پابند صوم وصلوٰۃ اور صدقہ وخیرات میں اپنی خاندانی روایت کے مطابق ہمیشہ پیش پیش تھیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرماویں۔

خاکسار عبدالمعبود کٹکی عفی عنہ قادیان